



# E-Content

Instructional Media Centre  
Maulana Azad National Urdu University  
Gachibowli, Hyderabad - 32  
T.S. India

## Subject / Course - B.A 2<sup>nd</sup> Year Islamic Studies

Paper : Khilafat Bano Abbas, Undlus aur Mabad Abbasi Uhad (Block 2)

Module Name/Title : MAMALIK E MISR (Unit 11)



### DEVELOPMENT TEAM

CONTENT	DDE
PRESENTATION	Dr Qadeer Khwaja
PRODUCER	Mr. Md Aamir Badr



Instructional Media Centre  
Maulana Azad National Urdu University  
Gachibowli, Hyderabad - 32  
T.S. India



# اکائی - 11 : مملوک حکومت

## اکائی کے اجزاء

11.1	مقصد
11.2	تمہید
11.3	مملوکوں کا عروج
11.4	بحری اور برہمی مملوک سلاطین
11.4.1	بحری مملوک سلاطین (1250-1382ء)
11.4.2	برہمی مملوک سلاطین (1382-1517ء)
	معلومات کی جانچ
11.5	سماجی مذہبی اور معاشی حالات
	معلومات کی جانچ
11.6	طب اور دوسرے علوم کی ترقی
11.7	مملوک دور میں فن تعمیر اور آرٹ کی ترقی
11.8	خلاصہ
11.9	نمونہ امتحانی سوالات
11.10	سفارش کردہ کتابیں

## 11.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس بات سے واقف ہو جائیں گے کہ مملوک کون لوگ تھے، انھوں نے کیسی حکومت قائم کی، اور انھوں نے اپنے دور حکومت میں کیا کارہائے نمایاں انجام دیے۔

## 11.2 تمہید

اسلامی تاریخ میں مملوکوں کا عروج ایک عجیب و غریب واقعہ ہے۔ عربی میں لفظ مملوک کا معنی غلام ہے۔ اس لفظ کا استعمال سب سے پہلے وسط ایشیا کے ترکی النسل سفید فام غلاموں کے لیے کیا گیا تھا۔ بعد میں مغربی ایشیا کے دوسرے علاقوں کے غلاموں کو بھی اس

زمرے میں شامل کر لیا گیا۔ ان کے بارے میں یہ ایک دلچسپ بات ہے کہ سلطان بننے کے بعد بھی انھوں نے خود کو مملوک کہلانا ہی پسند کیا۔ اس اکائی میں ان ہی مملوک سلاطین کی حکومت، ان کے دور کے سماجی و معاشی حالات، مختلف علوم و فنون کی ترقی اور فن تعمیر و آرٹ کی صورت حال کے بارے میں بتایا جائے گا۔

### 11.3 مملوکوں کا عروج

ایوبی دور حکومت (1171-1250ء) میں مملوک افسروں اور سپاہیوں کی تعداد کافی بڑھ گئی تھی جو بے حد جانناز اور فنون جنگ بالخصوص شہسواری اور تیراندازی میں بہت ماہر ہوتے تھے۔ ایوبی حکمرانوں کے زیر قیادت مملوک سپاہی صلیبی جنگوں میں اہم رول ادا کر چکے تھے۔ رفتہ رفتہ وہ طاقتور ہوتے گئے اور ان کے اندر خود اعتمادی بھی پیدا ہو گئی۔ جیسے ہی انھیں موقع ملا، خود کو منظم کر کے انھوں نے اپنے آقاؤں سے اقتدار چھین لیا اور اپنی حکومت کا آغاز کر دیا۔ اس طرح گذشتہ کل کے غلام آج کے سپہ سالار اور آنے والے کل کے حکمران بن گئے۔

1249ء میں ایوبی سلطان ملک صالح نجم الدین کی وفات کے بعد اس کا بیٹا اور جانشین توران شاہ اپنی سوتیلی ماں شجرۃ الدر (جو اصلاً ملک صالح کی کنیز تھی اور بعد میں ملکہ بن گئی) کی مدد سے تخت نشین ہوا۔ لیکن توران شاہ نے احسان فراموشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس پر یہ بہتان لگایا کہ شجرۃ الدر نے اس کے والد کے خزانے کو چھپا لیا ہے۔ ایسا کہہ کر اس نے شجرۃ الدر کو اپنا دشمن بنا لیا۔ اس کے علاوہ توران شاہ نے فوج کے اعلیٰ اور مستحق عہدہ داروں کو نظر انداز کر دیا۔ جس کی وجہ سے مملوکوں کی ایک بڑی تعداد اس سے ناراض ہو گئی۔ ان ناراض مملوکوں نے شجرۃ الدر کی مدد سے شاہ کے خلاف منصوبہ بنایا اور اسے اس کی حکومت کے ساتویں دن قتل کر کے مصر میں ایوبی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ شجرۃ الدر کو مصر کی ملکہ بنایا گیا۔ اپنی حکومت کا قانونی استحقاق ثابت کرنے کے لئے اس نے ایوبی حاکم سلطان کامل کے چھ سالہ پڑپوتے اشرف موسیٰ کو حکومت میں شریک کر لیا۔ اس طرح شجرۃ الدر نے ملکہ بن کر اسی دن حکومت کی۔ اس دوران اس نے اپنے نام کا سکہ جاری کیا اور جمعہ کے خطبے میں اپنا نام شامل کروا دیا۔ ایسا کرنے والی اسلامی دنیا کی وہ پہلی خاتون تھی۔ بعد میں جب مصری مملوک امیروں نے اس کے سپہ سالار عزالدین ایک کو سلطان بنا دیا تو ملکہ نے اس کے خلاف بغاوت کرنے کے بجائے اس سے شادی کر لی۔ اس طرح ایک مصری مملوک خاندان کا بانی اور حکمران بن گیا۔

ایک نے سب سے پہلے شام کی ایوبی حکومت کو چیل دیا۔ جو خود کو مصری ایوبیوں کا جائز وارث تصور کرتے تھے۔ عباسیوں کی طرح شام کے ایوبی بھی منگولوں کے ہاتھوں بری طرح تباہ ہو چکے تھے۔ انہی مملوکوں کے ہاتھوں منگولوں کو عین جالوت کی فیصلہ کن جنگ میں ذلت آمیز شکست ہوئی جس سے ان کی پیش رفت ہمیشہ کے لئے رک گئی اور شام مملوک سلطنت کا حصہ بن گیا۔

اس کے بعد ایک نے شاہ اشرف موسیٰ کو معزول کر کے اپنے مملوک قطر کو نائب سلطان مقرر کر دیا۔ اب اسے صرف ملکہ سے نبٹنا باقی تھا جو نہ صرف حکومت میں اپنے شوہر کے ساتھ شریک تھی بلکہ اپنی بات منوانے پر قدرت بھی رکھتی تھی۔ چونکہ شجرۃ الدر ایک ذہین خاتون تھی اپنے شوہر کے ارادے کو بھانپ گئی اور اس نے ایک کو مصری قلعہ میں قتل کروا دیا۔ لیکن ملکہ کا بھی وہی انجام ہوا۔ تین دن بعد ایک کی پہلی بیوی کی کنیزوں نے لکڑی کی جوتیوں سے پیٹ پیٹ کر اسے مار ڈالا اور برج سے نیچے پھینک دیا۔ بعد ازاں

مملوک جنرل سلاطین بن گئے جنھوں نے تقریباً پونے تین صدی (1517-1250ء) تک مصر و شام پر حکومت کی۔ ان کے زیر قیادت سلطنت کی چاروں طرف توسیع ہوئی۔ انھوں نے مکہ اور مدینہ بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لیے۔

## 11.4 بحری اور برجی مملوک سلاطین

مملوک سلاطین دوزمروں میں منقسم ہیں۔ (1) بحری سلاطین (2) برجی سلاطین۔ بحری سلاطین کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان کا سلسلہ ان محافظوں کی نسل سے چلا جو دریائے نیل کے جزیرہ روضہ میں واقعہ قلعہ بحر النیل میں سکونت اختیار کئے ہوئے تھے۔ جبکہ برجی سلاطین کا تعلق ان محافظوں کی نسل سے تھا جنھیں بحری سلطان فلاؤن نے مصر کے قلعہ (برج) میں تعینات کیا تھا۔ نسلی طور پر بحری سلاطین عموماً ترک تھے اور ان کے یہاں موروثی وراثت کا اصول قائم تھا۔ اس کے برعکس برجی سلاطین کوہ قاف علاقہ کے کاکیشیاء النسل تھے۔ یہ لوگ موروثی جانشینی کے قائل نہیں تھے۔ ان کے درمیان یہ معمول تھا کہ جس کو فوجی کمانڈروں کی اکثریت کی حمایت حاصل ہو جاتی تھی وہی سلطان بن جاتا تھا۔

### 11.4.1 بحری مملوک سلاطین (1250-1382ء)

تاریخی اعتبار سے بحریوں کو برجیوں پر فوقیت تھی۔ انھوں نے 132 سال تک حکومت کی اور اسلام کے چند نامور غازی پیدا کیے۔ ان میں ظاہر بیہرس، فلاؤن، اشرف خلیل اور ناصر محمد بہت مشہور تھے۔

### ظاہر بیہرس (1260-1277ء)

یہ مملوکوں کا سب سے عظیم سلطان تھا۔ سلطان بننے سے قبل دو بار اپنی بہادری کا ثبوت دے چکا تھا۔ پہلی بار مصر میں منصورہ کی جنگ میں ایک سپاہی کی حیثیت سے ایوبی سلطان صالح کے زیر کمان صلیبیوں کے خلاف اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ اور دوسری مرتبہ شام میں عین جالوت کی تاریخی جنگ میں قنطر کے سپہ سالار کی حیثیت سے کمان سنبھالی۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور مصر منگولوں کے حملوں سے محفوظ ہو گیا۔

بیہرس کا دوسرا اہم کارنامہ یہ تھا کہ 1260ء میں جب وہ تخت نشین ہوا تو سنی مسلم دنیا کی خواہش کے مد نظر قاہرہ میں عباسی خلافت کی تجدید کی۔ عباسی شاہی خاندان کا ایک فرد احمد بن ظاہر بغداد کے قتل عام میں بچ گیا تھا۔ اسے بیہرس شاہی آداب کے ساتھ قاہرہ لایا اور 1261ء میں خلیفہ کی حیثیت سے تخت نشین کیا اور احمد بن ظاہر نے رسمی طور پر بیہرس کو ان تمام علاقوں کا ملکی انتظام تفویض کر دیا جسے اس نے جنوبی عرب میں یمن تا مصر کی مغربی سرحد تک فتح کر لیا تھا۔ لیکن بعد میں جب احمد بن ظاہر ایک فوجی مہم میں منگولوں کے ہاتھوں قتل کر دیے گئے تو بیہرس نے عباسی خاندان کے ایک دوسرے فرد الحاکم کو خلیفہ بنا دیا اور اس نسب کے خلفاء کا یکے بعد دیگرے تقریباً 250 سالوں تک خلافت کا سلسلہ چلتا رہا۔ ان خلفاء کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ ان کے نام کے سکے جاری ہوئے اور جمعہ کے خطبہ میں بھی ان کا نام شامل تھا۔ نئے سلطان کی تخت نشینی کی حلف برداری انھیں کی اجازت سے پوری ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ انھیں کسی قسم کا کوئی اختیار حاصل نہیں تھا۔

بھیرس کا دوسرا ناقابل فراموش کارنامہ یہ تھا کہ اس نے 1263ء سے لے کر 1271ء تک ہر سال فوجی مہم کے ذریعہ شام کے تقریباً تمام مسلم مراکز کو صلیبیوں کے قبضے سے واپس لے لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اسماعیلی باغیوں کی طاقت کو ہمیشہ کے لئے کچل کر رکھ دیا جو ایک طویل عرصہ سے مسلم حکمرانوں کے لئے پریشانی کا باعث بنے ہوئے تھے۔ اس سلسلہ میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بھیرس ایک عظیم سپہ سالار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک کامیاب منتظم کار اور مدبر سیاست داں بھی تھا۔ اس نے عوام کی سماجی اور معاشی حالت کو بہتر بنانے کے لئے بہت سے اقدامات کئے۔

### قلاؤن (1279-1290ء)

قلاؤن ظاہر بھیرس کا لائق جانشین ثابت ہوا۔ اس نے صلیبیوں کے ساتھ مستعدی اور ثابت قدمی سے جنگی مہم کو جاری رکھا اور بچے ہوئے صلیبیوں کو نکال باہر کرنے کا کام مکمل کیا۔ اس نے 1285ء میں طرطوس کے مضبوط قلعہ پر 38 دن کے محاصرے کے بعد قبضہ کر لیا۔ طرابلس نے بھی قلاؤن کی تلوار کے سامنے سر جھکا دیا۔ سلطان قلاؤن کے انتقال کے بعد اس کے فرزند اور جانشین اشرف خلیل نے 1291ء میں عتہ کو فتح کرنے کا کام پورا کیا جو صلیبیوں کی آخری پشت پناہ تھی اور اسی کے ساتھ فلسطین کی تاریخ میں ایک اہم ڈرامائی سین کا اختتام ہوا۔

خلیل اشرف کی وفات کے بعد اس کا چھوٹا بھائی ناصر محمد اس خاندان کا آخری معروف سلطان بنا۔ اس کے بعد آنے والے 12 سلطانوں کی حالت کٹھ پتلی کی حیثیت سے زیادہ نہیں تھی۔ سلطنت کی طاقت اب برجی مملوکوں کے ہاتھوں میں جانے لگی یہاں تک کہ اس خاندان کے آخری سلطان صالح شعبان کو برقوق نے 1382ء میں معزول کر دیا جو برجی مملوکوں کا سردار تھا۔

### 11.4.2 برجی مملوک سلاطین (1382-1517ء)

اگرچہ برجی مملوک سلطانوں نے بحری سلطانوں کے مقابلے میں زیادہ طویل مدت تک حکومت کی، لیکن اسلام کی تاریخ میں کوئی ایسا اہم رول نہیں ادا کر سکے جیسا کہ ان سے قبل بحری مملوکوں نے کیا تھا۔ ان میں سے صرف دو خوش قدم اور بوغایونانی نسل کے تھے باقی سب چرکس نسل کے غلام تھے۔ کل ملا کر 23 برجی سلطانوں کی حکومت 135 سال تک قائم تھی۔ ان میں سے صرف 9 سلاطین ہی برسر اقتدار رہے جنہوں نے 124 برس حکومت کی۔ باقی 14 صرف نام کے سلطان تھے اور کسی اہمیت کے مالک نہیں تھے۔ اس سلسلے کے آخری سلطان طومان بے کو عثمانی ترکوں نے جنگ میں بری طرح شکست دی اور طومان بے کو سولی پر چڑھا دیا اور مصر پر قابض ہو گئے۔ جزیرہ قبرص کی فتح اس خاندان کی واحد کامیابی تھی۔

### معلومات کی جانچ

- 1- مملوک کی اصطلاح سے کیا مراد ہے؟
- 2- مملوکوں کے عروج کا تاریخی پس منظر کیا ہے؟
- 3- سلطان بھیرس کے خاص کارنامے کیا ہیں؟

مملوک سماج میں عوام کے مختلف نمایاں درجات تھے جن کی ساخت طبقاتی حق وراثت کے اصول پر قائم تھی۔ فوج میں صرف غلاموں ہی کو اعلیٰ عہدوں پر ترقی دی جاتی تھی۔ جب کہ آزاد عوام کو صرف ادنیٰ مقام ہی ملتا تھا۔

حکمران طبقے کا گزارہ فوجی جاگیروں کے ذریعہ ہونے والی آمدنی سے ہوتا تھا۔ اپنی فوجی جاگیروں کی عمل داری میں ان کی حیثیت چھوٹے سلاطین جیسی تھی۔ وہ اپنے خدمت گاروں اور محافظ دستوں کے درمیان عالی شان محلوں میں رہتے تھے۔ ان کے اپنے مملوک ہوتے تھے جو حفاظت کے علاوہ جاگیروں کے انتظامات بھی دیکھتے تھے۔

دوسرا طبقہ تاجروں اور فن کاروں کا تھا۔ چون کہ یہ لوگ زیادہ تر شہروں میں سکونت پذیر تھے۔ اس لیے زراعت پیشہ لوگوں کے مقابلہ میں جاگیرداروں کے استحصال سے محفوظ تھے۔ اس لحاظ سے یہ لوگ نہ صرف خوش حال تھے بلکہ سماج میں ان کی حیثیت کاشت کاروں سے بہتر تھی۔

کاشت کار مملوک سماج کے سب سے نچلے پائیدان پر تھے۔ حالاں کہ سلاطین اور امراء نے زراعتی پیداوار میں اضافہ کرنے کے اقدامات کیے تھے مگر اس سے سب سے زیادہ فائدہ ان ہی کو پہنچتا تھا اور کاشت کاروں کو بہت تھوڑا حصہ ملتا تھا۔

مملوک سماج کی ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ ابتدائی سلاطین کے دور حکومت میں عوامی سطح پر ملک کے نظم و ضبط کی حالت اطمینان بخش تھی۔ مملوکوں نے عوام کے اختلافات کی اصلاح کے لیے بہت سے اقدامات کیے جن میں شراب پر پابندی عائد کرنا، شراب کی دکانوں کو بند کرنا اور مجرموں کو ملک بدر کرنا وغیرہ شامل تھا۔ علاوہ ازیں مملوک حکمرانوں نے عوامی فلاح و بہبود کے بہت سے کام کیے۔ مثال کے طور پر غریبوں اور محتاجوں کی مدد کے لیے بہت سی پناہ گاہیں تعمیر کروائیں جو تکیہ کے نام سے مشہور تھیں۔ اسی طرح مسافروں کو پانی مہیا کرانے کے لیے مختلف جگہوں پر پانی کے چشمے قائم کیے۔

مملوکوں کا دوسرا اہم کارنامہ یہ تھا کہ انہوں نے مصر اور شام کے درمیان گھوڑوں کے ذریعہ ڈاک کا ایک مکمل نظام قائم کیا۔ ہر پوسٹ اسٹیشن پر آگے سفر کے لیے گھوڑے تیار رہتے تھے۔ اس سروس کو منظم طریقہ پر شروع کرنے کا سہرا سلطان بیبرس کو جاتا ہے۔ اس نے راستے میں اضافی ڈاک چوکیاں قائم کیں۔ اس نظام کی تیزی کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ قاصدوں کو قاہرہ پہنچنے میں دمشق سے چار دن، حلب سے چھ دن اور عین تاب سے دس دن لگتے تھے۔ علاوہ ازیں تیز ہوائی خبر رسانی کے لیے کبوتروں کو تربیت دی جاتی تھی اور انہیں استعمال بھی کیا جاتا تھا۔

جہاں تک مملوکوں کی مذہبی پالیسی کا تعلق ہے تو انہوں نے ایوبیوں کی تقلید کرتے ہوئے سنی اسلام کی تبلیغ اور اشاعت میں دل چسپی لی۔ مذہبی تعلیم کے فروغ کے لیے بے شمار عالی شان مساجد تعمیر کروائیں جن کے ساتھ مدارس بھی ملحق ہوتے تھے۔ علماء کو حکومت کی سرپرستی اور امداد حاصل تھی۔ یہ لوگ عوام میں بے حد مقبول تھے۔ شریعت اسلامی ملک کا قانون تھی۔ حکومت مسلم فقہ کے چاروں مکاتب فکر کو صحیح اور جائز تسلیم کرتی تھی۔

مملوک سماج میں صوفیہ اور درویشوں کو کافی عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ حکومت کی طرف سے بہت سی خانقاہیں تعمیر ہوئیں اور ان کے انتظام کے لیے مالی امداد بھی دی گئی۔ عوام کے مذہبی عقیدے اور عمل میں بہت سے غیر اسلامی عناصر جیسے قبر پرستی، بدعات وغیرہ داخل ہو گئے تھے۔ قبر پرستی کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کا فطری نتیجہ یہ سامنے آیا کہ ایک طرف مزین مزارات پر ہر طرح کے نذرانے آتے وہیں مسجدیں ویران ہو گئیں۔ بدلے ہوئے حالات ایک ایسے مصلح دین کے لیے سازگار تھے جو لوگوں کو صحیح عقیدہ اسلامی توحید کی طرف مائل کر سکے۔ یہ مہم امام ابن تیمیہ کے ذریعہ پوری ہوئی۔ انھوں نے اپنی تحریروں اور تعلیمات کے ذریعہ نہ صرف اس دور کے مسلمانوں کو متاثر کیا بلکہ اٹھارہویں صدی عیسوی میں عرب میں محمد بن عبدالوہاب کے ذریعہ بدعات و شرکیات کے خلاف شروع کی گئی دینی تحریک کے پیش رو بن گئے۔

مملوک سماج کے معاشی حالات بہتر تھے۔ مصر اور شام دونوں ہی کافی خوش حال تھے۔ مصری بندرگاہوں پر قابض ہونے کے ناطے سلاطین نے بھرپور تجارتی فوائد حاصل کیے۔ کیوں کہ ان ہی بندرگاہوں کے ذریعہ مشرق و مغرب کے درمیان بحری تجارت ہوتی تھی۔ لیکن ان تمام خوش حالیوں کے باوجود کچھ ایسے عوامل بھی تھے جنہوں نے عوام کے اقتصادی حالات کو بری طرح متاثر کیا۔ مثال کے طور پر سلاطین کے شاہانہ اخراجات نیز بے شمار عوامی منصوبوں کی تکمیل کے لیے عوام سے بے جا محصولات وصول کیے جاتے تھے۔ ان اقدامات سے عوام کے اقتصادی حالات خراب ہوتے گئے۔

چودھویں صدی عیسوی کے دوسرے نصف میں وقتاً فوقتاً طاعون کی وبا پھیلنے کی وجہ سے عوام کی حالت اور خراب ہو گئی۔ اس وبا سے مصر اور پڑوسی ملکوں میں بڑی تعداد میں عوام قتمہ اجل بن گئے۔ سلطان برس بائے کے دور حکومت میں جب شدید طاعون کی وبا پھوٹ پڑی تو سلطان نے اسے عوام کے گناہوں کی سزا سے تعبیر کیا اور عورتوں پر گھروں سے باہر نکلنے پر پابندی لگا دی۔

### معلومات کی جانچ

- 1- مملوک سماج میں کون کون خاص طبقے تھے؟
- 2- مملوک دور میں پوسٹل نظام کیا تھا؟
- 3- مملوکوں کی مذہبی پالیسی کیا تھی؟

### 11.6 طب اور دوسرے علوم کی ترقی

ناگزیر جنگی مصروفیات کے باوجود مملوک سلاطین کو اس بات کا فخر حاصل ہے کہ انھوں نے علمی، ادبی اور فن کارانہ مشاغل کی فیاضانہ سرپرستی اور ہمت افزائی کی جس کی وجہ سے بڑی تعداد میں بلند پایہ علمی اور ادبی ہستیاں پیدا ہوئیں۔ انھوں نے علوم و فنون کی ترقی میں عربوں کی روایات کو صرف باقی ہی نہیں رکھا بلکہ ان کو کافی حد تک آگے بھی بڑھایا۔ طب اور دوسرے علوم پر اس دور میں کئی مستند کتابیں لکھی گئیں اور جدید علماء اور اطباء پیدا ہوئے جن کا نام علمی دنیا میں ہمیشہ یاد کیا جاتا رہے گا۔

مملوکوں نے علم طب میں کافی دل چسپی لی۔ قاہرہ میں ان کا بنایا ہوا شاندار منصورى اسپتال اس بات کا پکا ثبوت ہے۔ اس اسپتال کا انچارج ابن النفیس اپنے وقت کا صوبہ سے بڑا طبیب تھا۔ سب سے پہلے اسی نے شریانوں کے درمیان دوران خون کا انکشاف کیا۔ اس کے تین سو سال بعد ولیم ہاروے (W. Harvey) سے اس انکشاف کو منسوب کرنا ابن النفیس کے ساتھ مغرب والوں کی ایک بڑی نا انصافی ہے۔

ابن النفیس علم طب پر کئی کتابوں کا مصنف ہے جو سائنسی نقطہ نظر سے بے حد قیمتی ہیں۔ اس کو زیادہ شہرت اپنی کتاب ”شرح تشریح القانون“ سے ملی۔ یہ ابن سینا کی کتاب ”القانون“ کی شرح ہے۔ اس میں اس نے بڑے علمی انداز میں پھیپھڑوں اور ان کے دوران خون کے بارے میں لکھا ہے۔ یہ سلطان بیبرس کا شخصی طبیب بھی رہ چکا تھا۔

ابن النفیس اس دور کا ایک ماہر جراح تھا۔ اس کی کتاب ”عمدة الجراحین“ فن جراحی کی پہلی مستند کتاب ہے۔ اس کی دوسری کتاب حفظان صحت اور بیماریوں کے علاج پر مشتمل ہے۔

الکوہین العطار مصر کا ایک یہودی دوا ساز تھا۔ اس نے 1260ء کے آس پاس ایک عربی رسالہ دوا سازی پر لکھا جس کا نام ”منہاج الدکان و دستور الاعیان“ رکھا جو مخصوص لوگوں کے لیے سرکاری دواؤں کا ایک مستند دستور العمل تھا۔

علاج امراض چشم طب کی ایک دوسری شاخ تھی جس نے مملوک دور میں نمایاں ترقی کی۔ شام اور مصر میں آنکھ کے امراض کے واقعات زیادہ ہونے کی وجہ سے اس شاخ کی ترقی پر خاص توجہ دی گئی۔ اس موضوع پر خلیفہ ابن ابی الحاسن کی کتاب ”الکافی فی الکتل“ اور صلاح الدین یوسف کی کتاب ”نور العیون“ بہت مشہور ہوئیں۔ خلیفہ ابن ابی الحاسن آنکھ کی سرجری میں بہت ماہر تھا۔ اسے اپنے فن پر اتنا اعتماد تھا کہ ایک مرتبہ بغیر کسی جھجک کے ایک ایسے شخص کی آنکھ کی سرجری موٹیا بند کرنے کے لیے کر دی جس کی ایک آنکھ بالکل ناکارہ تھی۔

علم طب کے مشہور مورخ ابن ابی اصیبعہ کو بھی اسی دور میں عروج حاصل ہوا۔ اس نے اپنی مشہور کتاب کا نام ”عیون الاینباء فی طبقات الایطباء“ رکھا۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس میں مصنف نے طبیوں کے مختلف طبقوں کے بارے میں معلومات جمع کر دی ہیں۔ اس میں تقریباً چار سو عرب اور یونانی طبیوں کے بارے میں مفید جانکاری ملتی ہے۔

علاوہ ازیں اس دور میں علماء نے علم فلکیات، علم حساب اور ٹریگونومیٹری میں بھی بہت دل چسپی لی۔ ساتھ ہی ساتھ کھیتی، سینچائی، کشتائیل، شیشے اور چاندی وغیرہ سے متعلق علوم و فنون میں بھی کافی ترقی ہوئی جن سے صلیبی لوگ بھی متاثر اور مستفید ہوئے اور بعد میں یورپ میں ان علوم کو پہنچانے کا ذریعہ بنے۔

## 11.7 مملوک دور میں فن تعمیر اور فنون لطیفہ (آرٹ) کی ترقی

مملوکوں کے دور حکومت میں مصر نے سنگ تراشی اور فن تعمیر میں خوب ترقی کی۔ تعمیری فن کے میدان میں یہ مصر کا سب سے بڑا کارنامہ تھا۔ صلیبیوں کو شام سے نکال باہر کرنے کے بعد مملوکوں کو شام اور فلسطین کے عیسائی طرز کے فن تعمیر سے واقف ہونے کا موقع

ملا۔ ساتھ ہی ساتھ شمال میں سلجوقی فن تعمیر سے بھی روشناس ہوئے جو آرمینیوں اور بینز نطنیوں کے سنگ تراشی کے تعمیری فن پر مبنی تھا۔ اور چوں کہ یورپ اور مشرق کے درمیان ہونے والے ہر قسم کی سمندری تجارت پر مملوکوں کا کنٹرول تھا، ان کی آمدنی میں کافی اضافہ ہوا جسے بڑی دریا دلی کے ساتھ انھوں نے تعمیری کاموں پر صرف کیا۔

مملوک سلطانون نے متعدد مسجدیں، مدرسے اور مقبرے بنوائے جو آج تک مسلم فن تعمیر کے عمدہ نمونے کی حیثیت سے قائم ہیں۔ مثال کے طور پر بحری سلطان فلاؤن اور ناصر کی بنوائی ہوئی عمارتیں بہت مشہور ہیں۔ اسی طرح بُرجی سلطانون میں برقوقی قانت بے اور غوری کی تعمیرات بھی قابل ذکر ہیں۔

مملوک دور حکومت میں فن تعمیر کو اس بات سے بھی کافی فروغ ملا کہ بہت سے مسلمان کاریگر اور صنعت کار منگولوں کے حملے سے پہلے موصل، بغداد اور دمشق سے بھاگ کر مصر میں پناہ گزینی کے لیے آئے تھے۔ ان کے اثر سے اب میناروں کی تعمیر میں اینٹ کی جگہ پتھر کا استعمال کیا جانے لگا۔ خوب صورت اور مزین گنبدوں کی تعمیر کی گئی۔ خوب صورتی اور سجاوٹ کے لیے مختلف رنگ کے پتھروں کا استعمال کیا گیا۔

اس دور میں مسلم فن سجاوٹ کے دو خاص طریقوں کو خاطر خواہ ترقی ملی:

1- جیومیٹرک ڈیزائن پر مبنی عربی گل کاری اور 2- کوئی خطاطی پر مبنی سجاوٹ کا فن۔

اسپین اور ایران کے برعکس مصر اور شام کے فن سجاوٹ میں حیوانی شکلوں کے استعمال سے پرہیز کیا گیا۔ مملوک دور کی تعمیرات اب بھی صحیح سلامت قائم ہیں جو طلبہ اور زائرین دونوں کے لیے کشش کا ذریعہ بنی ہوئی ہیں۔

اس دور میں اپلائیڈ آرٹ کی تقریباً سبھی شاخوں کو مذہبی امور سے جوڑ دیا گیا تھا۔ زیادہ تر اس کا استعمال مسجد اور مسجد سے متعلق تعمیری کاموں کو زینت دینے کے لیے کیا گیا۔ مسجدوں کے کانسے کے بنے ہوئے دروازے، مخصوص عربی طرز پر بنے ہوئے کانسے کی ناموسیں، جواہرات سے جڑے ہوئے قرآن کریم کی جزدانیں، مسجد کے محرابوں میں خوب صورت موزیک اور خطبہ دینے کے منبروں پر خوب صورت نقوش وغیرہ، یہ سب اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ یہ فنون ان کے یہاں بہت ترقی پر تھے۔

مساجد کے بڑے دروازوں پر دھات کا کام کیا ہوا ہوتا تھا۔ مسجد کے لیمپ اور رنگین کھڑکیاں بہترین کالج کے بنے ہوئے نیل بوٹوں اور عربی نقوش سے مزین ہوتے تھے اور مسجد کی اندرونی دیواریں بہترین چمکیلے ٹائلز سے آراستہ ہوتی تھیں۔

اسی طرح مخطوطوں کو مختلف رنگوں کے ذریعہ مزین کرنے کا فن بھی مملوک دور حکومت میں رائج تھا۔ اس فن کا زیادہ تر استعمال قرآن کو آراستہ کرنے کے لیے کیا جاتا تھا۔ اس دور میں مزین کیے ہوئے بہت سے مخطوطات قاہرہ کی قومی لائبریری میں آج بھی محفوظ ہیں جن سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ فن ان کے یہاں بہت رائج اور ترقی پر تھا۔

جس وقت مملوکوں نے ایویوں سے حکومت حاصل کی تھی تو ان کی اپنی کچھ مجبوریاں اور اولیات تھیں۔ شروع کے مملوک سلاطین صلیبیوں کو شام سے نکال باہر کرنے اور منگول فوجوں کی پیش قدمی کو روکنے میں مصروف رہے۔ ان دونوں کاموں میں ان کو مکمل کامیابی ملی۔

ناگزیر جنگی مہمات کی مصروفیات کے باوجود مملوک سلاطین علمی، فنی اور تعمیری مشاغل کی فیاضانہ سرپرستی اور ہمت افزائی کرتے رہے۔ اس کے نتیجے میں بڑی تعداد میں بلند پایہ علمی اور ادبی ہستیاں پیدا ہوئیں۔ یقیناً یہ بات قابلِ تعجب ہے کہ یہ ظاہر غیر شائستہ، غیر تعلیم یافتہ، فولادی ہاتھوں اور گرم خون والے ان سپاہیوں نے علم اور استعداد علمی کو پروان چڑھانے میں گہری دل چسپی لی۔ یہ بات بھی مناسب طور پر ظاہر ہوتی ہے کہ تعلیم اور تعمیر کی ترقی کے لیے خوش گوار ماحول پیدا کرنے میں یہ لوگ روحِ اسلام سے کس قدر متحرک ہوئے۔

### 11.9 نمونے کے امتحانی سوالات

- 1- مملوک خاندان کے عروج پر ایک نوٹ لکھیے۔
- 2- سلطان بیبرس کے کارناموں کا ذکر کیجیے۔
- 3- آرٹ اور فنِ تعمیر کی ترقی میں مملوکوں کی خدمات پر مختصر نوٹ لکھیے۔
- 4- مملوک دورِ حکومت میں دینی اور سماجی حالات پر روشنی ڈالیے۔
- 5- مملوک دورِ حکومت میں طب کی ترقی کا جائزہ لیجیے۔

### 11.10 سفارش کردہ کتابیں

- |                          |                                       |
|--------------------------|---------------------------------------|
| محمد اکبر خان            | 1- کروسیڈ اور جہاد                    |
| سید عبدالرحمن صباح الدین | 2- صلیبی جنگ                          |
| C.E. Bosworth            | 3- Islamic Dynasties                  |
| Abdul Ali                | 4- Islamic Dynasties of the Arab East |

:-oOo:-

